

محافظ کربلا ا امام سجاد علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8?">

تاریخ کے صفحات پر ایسے سرفروشن کی کمی نہیں جن کے جسم کو تو وقت کے ظالموں اور جلادوں نے قیدی تو کر دیا لیکن ان کی عظیم روح، ان کے ضمیر کو وہ قیدی بنانے سے عاجز رہے، ایسے فولادی انسان جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی اپنی آزاد روح کی وجہ سے وقت کے فرعون و شداد کو للکارتے رہے، تلواروں نے ان کے سر، جسم سے جدا تو کر دئیے لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی روح کو تسخیر نہ کر سکے، ایسے انسان جن کی آزاد روح، آزاد ضمیر، اور آزاد فکر کے سامنے تیز و تند اسلحے بھی ناکارہ ثابت ہوئے ... جب ان کی زبانیں کاٹی گئیں تو ان لوگوں نے نوک قلم سے مقابلہ کیا اور جب ہاتھ کاٹ دئیے گئے اپنے خون کے قطروں سے باطل کو للکارا جب وقت کے فرعون جن کی ہر زمانیں میں شکلیں بدلتی ہوتی ہیں اور مقصد ایک ہوتا ہے ان کو یوں ڈراتے ہیں کہ ”آمنتہ لہ قبل ان آذن لکم... فلا قطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا صلبنکم“ (سورہ طہ ۷۱) ہماری سرپرستی قبول نہ کرنے کی سزا کے طور پر تمہارے ہاتھ پیر کاٹے جائیں گے اور پہنانشی کا پہننا تمہارے لیے آمادہ ہے تو تاریخ کے تسلسل میں ان سر فروشوں کا جواب ایک ہی رہا کہ ”فاقص مانت قاض“ (طہ ۷۲) تم وقت کے فرعون جو کچھ کرنا چاہو کرو، لیکن ہماری روح کو قید کرنا تمہارے بس کی بات نہیں، تم موت کی دھمکی دیتے ہو اور ہم اسی موت کو اپنی کامیابی تمہاری شکست سمجھتے ہیں۔

کاٹی زبان تو زخم گلو بولنے لگا

چپ ہو گیا قلم تو لہو بولنے لگا

شہادت حسین کے بعد بھی خاندان نبی کو اسیر کر کے کوفہ لے جایا گیا تو یزید نے امام سجاد اور دیگر افراد کو زنجیروں اور ہتھکڑیوں میں ضرور جکڑا، ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے لیکن یزید اور یزیدیت کے سامنے سرتسلیم نہ کر سکے، ان کی روح و ضمیر کو قید نہ کر سکے، یزید اسیروں سے یہ توقع رکھتا تھا کہ اب ان میں احساس ندامت ہوگا وہ شہیدوں کی طرح بیعت ٹھکرائیں گے نہیں بلکہ معافی طلب کے کے بیعت پر آمادہ ہوں گے، لیکن جوں جوں زنجیروں میں جکڑے ہوئے آزاد انسانوں کا یہ قافلہ آگے بڑھتا گیا یزید کی شکست اور حسین کی کامیابی کے آثار روشن ہوتے گئے، حالات یزید کی منشاء کے مطابق نہیں امام حسین کی طرف سے ترتیب دئے گئے پروگرام کے مطابق آگے بڑھ رہے تھے، قافلہ کی باگ ڈور اب زیاد کے ہاتھ میں نہیں، امام سجاد کے ہاتھوں میں تھی، حسین کی اسیر بہن اور بیٹے کا حالات پر پورا کنٹرول تھا، وہ اپنی روحانی طاقت و شجاعت کی بنیاد پر اپنی روحانی آزادی و حریت کی بنیاد پر یزیدیت کا دائرہ حیات تنگ کرتے جا رہے تھے۔

فتح یزید کیسے شکست میں تبدیل ہوئی!

یہ کوفہ ہے، یزید کی منفی تبلیغات کی وجہ سے لوگ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ معاذ اللہ، دشمنان اسلام کے بچے کھچے افراد کو اسیر کر کے لایا جا رہا ہے، لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ دشمن کو کربلا میں فوج یزید نے قتل کر دیا ہے، خوشی کا سماں ہے، ابن زیاد نے اپنی ظاہری فتح کی خوشی میں دربار کو سجا رکھا ہے، ابن زیاد کا خیال یہ تھا کہ ان کے سامنے وہ لوگ ہیں جن کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچا ہے، لیکن کوفہ کے بازار میں جب حسین کی بہن اور بیٹے نے اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق لوگوں پر حقیقت کو روشن کیا تب جا کے ابن زیاد کو احساس ہوا کہ روح حسین اس کی بہن اور بیٹے کے جسم میں دوڑ رہی ہے اور اب بھی فریاد دے رہی ہے "لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل" اب بھی حسین نعرہ دے رہے ہیں کہ "مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا ہے۔"

انقلاب حسین کا پہلا مرحلہ یعنی خون و شہادت کہ شہداء نے انجام دیا اور انقلاب حسین کا دوسرا مرحلہ یعنی شہیدوں کا پیغام پہنچانا امام سجاد اور زینب کی ذمہ داری ہے، بازار کوفہ کے اس مجمع پر یہ واضح کرنا ہے کہ جو قتل کیے گئے ہیں وہ کوئی اور نہیں اسی پیغمبر کی ذریت ہے جن کا لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور جو لوگ اسیر کیے گئے ہیں وہ بھی نبی کی ذریت ہیں، امام سجاد کو اس مجمع کے سامنے واضح کرنا ہے کہ حسین نواسہ رسول شہید کئے گئے ہیں، ابن زیاد اور یزید کے مظالم بیان کرنا اور ان کے چہرے سے نقاب اتارنا امام سجاد کی ذمہ داری ہے، امام نے کوفہ کے اس مجمع کو یہ احساس بھی دلانا ہے کہ تم لوگوں نے جس امام کو دعوت دی تھی کربلا میں اس کو یک و تنہا کیوں چھوڑا، جب قافلہ اس بازار میں پہونچا تو پہلے علی کی بیٹی اور پھر امام سجاد نے خون حسین کا پیغام پہونچایا، آپ نے مجمع سے مخاطب ہو کر ایک قدرتمند اور آزاد انسان کی طرح خاموش رہنے کو کہا اور فرمایا لوگوں! خاموش رہو، اس قیدی کی آواز سن کر سب لوگ خاموش اور پھر آپ فرماتے ہیں:

"لوگو! جو کوئی مجھے پہچانتا ہے پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا ہے وہ جان لے کہ میں علی فرزند حسین ابن علی ابن ابی طالب ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی حرمت کو پامال کرنا اور جس کا مال و سرمایہ لوٹا گیا ہے، اور جس کی اولاد کو اسیر کیا گیا ہے، میں اس کا بیٹا ہوں جس کا نہر فرات کے کنارے سرتن سے جدا کیا گیا ہے، جب کہ نہ اس نے کسی پر ظلم کیا تھا اور نہ ہی کسی کو دھوکا دیا تھا... اے لوگوں، کیا تم نے ان کی بیعت نہیں کی؟ کیا تم وہی نہیں ہو جنہوں نے ان کے ساتھ خیانت کی؟ تم کتنے بد خصلت اور بد کردار ہو؟

اے لوگو! اگر رسول خدا تم سے کہیں: تم نے میرے بچوں کو قتل کیا، میری حرمت کو پامال کیا، تم لوگ میری امت نہیں ہو! تم کس منہ سے ان کا سامنا کرو گے؟

امام کے اس مختصر مگر درد مند اور دلسوز کلام نے مجمع میں کھرام برپا کیا ہر طرف سے نالہ و شیون کی صدا بلند ہونے لگی، لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے لوگو ہم سب ہلاک ہوئے۔

اور یوں وہ مجمع جو تماشا دیکھنے آیا تھا یزید اور ابن زیاد کا بغض و کینہ اور ان کے ساتھ نفرت لے کر وہاں سے واپس گیا، اور تبلیغات سوء کی وجہ سے پھیلنے والی اندھیری گھٹنے لگی۔

یزید کا آخری مورچہ بھی فتح ہوا

اہل شام، معاویہ اور اموی لابی کی غلط تبلیغات کی وجہ سے اہل بیت کے بارے میں بالکل بے خبر تھے بلکہ اہل بیت کی ایک الٹی تصویر ان کے ذہنوں میں نقش تھی اہل شام، علی اور آل علی کو دشمن دین سمجھتے تھے اور امویوں کو ہی پیغمبر کا حقیقی وارث سمجھتے تھے، جب حسین انقلاب کا پیغام پہنچانے والا یہ قافلہ شام پہنچا تو زنجیروں میں جکڑے امام سجاد کے لئے ایک سنہری موقع ہاتھ آیا کہ وہ اہل بیت کا صحیح تعارف اہل شام کو کروائیں اور اموی تبلیغات کا جواب دیں چنانچہ امام سجاد نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایسا ہی کیوں کیا، چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب یزید کے حکم سے ایک دن ایک خطیب منبر پر بیٹھا اور امام حسین اور علی ابن ابی طالب کی شان میں گستاخی کی اور معاویہ اور یزید کی مدح ثرائی کی تو امام سجاد ایک آزاد اور غیور مجاہد کی طرح بلند ہوئے اور خطیب سے مخاطب ہو کر کہا: ”لَعْنَتُہُوتَم پر اے خطیب! تم نے مخلوق کو خوش کرنے کے عوض خالق کے غیظ و غضب کو مول لیا اور اپنی جگہ جہنم میں قرار دی۔“

اور پھر یزید سے کہا! کیا تم مجھے ان لکڑی کے ٹکڑوں (منبر) پر بیٹھنے کی اجازت دیتے ہو تاکہ میں وہ باتیں کہوں جس میں خدا کی مرضی ہو اور حاضرین کے لئے بھی ثواب ہو؟

یزید نے پہلے اجازت دینے سے انکار کیا لیکن لوگوں کے اصرار کی وجہ سے وہ مجبور ہوا، امام جب منبر پر بیٹھے تو خدا کی حمد و ثناء کے بعد ایک ایسا خطبہ دیا کہ ہر آنکھ تراور بردل غمزدہ ہوئی پھر اہل بیت کی چھ فضیلتوں کو شمار کیا اور پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا!

لوگوں! مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا ہے میں خود کو پہچناتا ہوں میں مکہ و منی کا بیٹا ہوں، میں زمزم و صفا کا فرزند ہوں، میں اس بزرگوار کا بیٹا ہوں جس نے حجر اسود کو اپنی عبا میں اٹھایا، میں بہترین انسان کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جس کو آسمان کی سیر میں سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا، میں محمد مصطفیٰ کا بیٹا ہوں میں علی کا فرزند ہوں

امام نے درد و جوش کے ساتھ جب اس خطبہ کو جاری رکھا تو یزید لرزے لگا اور فوراً حیلہ کے طور پر مؤذن سے اذان دینے کو کہا، مؤذن نے اذان شروع کی جب مؤذن نے ”اشہدان محمد رسول اللہ“ کہا تو امام نے یزید کی طرف رخ کر کے کہا:

”یزید کیا محمد میرے جد ہیں یا تیرے؟ اگر کہتے ہو تیرے جد ہیں تو جھوٹ بولتے ہو اور اس کے حق کا انکار کرتے ہو، اور اگر کہتے ہو کہ میرے جد ہیں تو بتاؤ کیوں اس کے بیٹوں کو قتل کیا؟ کیوں اس کے اہل بیت کو اسیر کیا اور اس کے بچوں کو یوں آوارہ کیا؟“

اس موقع پر امام سجاد نے اپنا جامہ پارہ کیا اور بلند گریہ کرنے لگے اور لوگ بھی بلند آواز میں فریاد کرنے لگے۔ ایسے عالم میں مسجد میں انقلاب برپا ہوا اور کچھ لوگوں نے نماز پڑھی اور کچھ بغیر نماز کے باہر نکلے اور پورے شہر میں خبر گشت کرنے لگی۔

امام سجاد نے اپنے جکڑے ہوئے ہاتھوں سے امویوں کی بنیادوں کو ہلادیا اور اپنے دردمند اور دلسوز خطبوں کے ذریعہ ان کے چالیس سال کے پروپیگنڈہ کونا کارہ بنادیا اور اہل بیت اور شہداء کربلا کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے رکھ دی، اگر امام سجاد اور زینب کا یہ قافلہ نہ ہوتا تو یزید شہادت حسین کو کربلا ہی تک محدود کر دیتا،

کتاب بڑا جہاد کیا حسین کے بیٹے اور بہن جنہوں نے اپنی اسیری میں بھی یزید و یزیدیت کو تاریخ کے سامنے رسوا کیا اور اب اس کے نام کے ساتھ ظلم، بربریت، خونخواری کے علاوہ کچھ نہیں لکھا جاتا ہے، اور یہیں پر امام سجاد کی

مظلومیت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ عظیم مجاہد جس نے اس انقلاب حسین کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور پیغام کربلا کو عام کیا جکڑے اور رسن بستہ ہاتھوں کے ذریعہ یزیدیت کی دیوار منہدم کی وہ امام آج اپنے ماننے والوں کے درمیان ایک بیمار کے طور پر معروف ہے اور ان کے کارناموں میں صرف رونا اور گریہ سے واقف ہے اور اس تاریخی کارنامے سے بالکل غافل ہیں جو کہ امام نے انقلاب حسین کی حفاظت، ترویج و تبلیغ کے لئے انجام دیا۔